موجِ غزل

کتابی سلسلہ نمبر ۱۶۹

فیس بک عالمی ادبی گروپ موجِ غزل کے ''منفرد قوافی'' رنگ کے تحت
منعقدہ مشاعرہ نمبر ۱۶۹ بتاریخ ۲۱ر جولائی ۲۰۱۹ء پر مشتمل برقی کتاب

موجِ غزل

قوافی ''اب، سب، مذہب، طرب، مشرب'' وغیرہ

نظم ہجر کی شب

گروپ منتظمین:

ہاشم علی خان ہمدم

نویدؔ ظفر کیانی

روبینہ شاہین بیناؔ

قدسیہ ظہورؔ

مرتبہ:

نویدؔ ظفر کیانی

مکتبۂ ارمغانِ ابتسام

mudeer.ai.new@gmail.com

شرکائے محفل

اعجاز کشمیری ۶
اقصیٰ حمید ۸
جیا قریشی ۱۱
خاور چشتی ۱۴
ڈاکٹر قمر عالم قمر ۱۷
راحیلہ بیگ چغتائی ۲۲
روبینہ شاہین بینا ۲۵
رمضان حیدر فردوسی ۲۸
دلشاد نسیم ۳۱
ذہینہ صدیقی ۳۳
زین العابدین شاہ قادری عابد ۳۶
شفیق رائے پوری ۴۰
شوکت شفا ۴۳
شہناز رضوی ۴۵
شاہین فصیح ربانی ۴۸
شائستہ مفتی ۵۱
عبدالغنی ماہر ۵۴
علیم اسرار ۵۷
گوہر رحمٰن گہر مردانوی ۶۰
محمد جسیم الدین نوری گڑھوا ۶۲
محمد خالد خان ۶۴
نوید ظفر کیانی ۶۷
ہاشم علی خان ہمدم ۷۲

پیش لفظ

موجِ غزل سخن کے بحرِ بیکراں میں اپنی آب و تاب دکھاتے ہوئے تخلیق کے سفر پر ہے، جس کا آغاز انسان کے نطق بیاں سے ہوتا ہے، جو ارتقا کی منزلیں طے کرتا شعور کا سفر ہے۔ حامی اور سامی زبان و بیان کی تاریخ سمیٹتا بیانیہ جب اردو زبان تک پہنچا تو امیر خسرو نے ''زحال مسکیں مکن تغافل درائے نیناں بنائے بتیاں'' سے اسے گیت کی چاشنی دی۔ ولی دکنی نے ''تجھ لب کی صفت لعلِ بدخشاں سوں کہوں گا'' کہتے ہوئے حسن و جمال سے مزین کیا۔ دبستان دلی نے سوز و گداز کی میرانہ روش سے غالبانہ طرز ادا اور معنی آفرینی تک دردؔ کا تصوف، سوداؔ کا جلال، مصحفیؔ کی دلبری، مومنؔ کی رنگینی اور حالیؔ کی بصیرت عطا کی۔ دِلی کی داخلیت سے دور دبستان لکھنو کی خارجیت نے غزل کو رنگینی اور مرصع نگاری عطا کی۔ نازک خیالی میں ایہام اور ابتذال کے حامل انشاؔ و جانانؔ سے قطع نظر آتش اور ناسخ کی معاصرانہ چشمک نے غزل کے الفاظ و معانی کو نیا سنگھار دیا۔ غالبؔ کی چھیڑ چھاڑ نے ذوق کا معیارِ غزل بلند کیا تو داغ نے صنعت گری اور معاملہ بندی میں غزل کو چار چاند لگا دیے۔ سماجی اور معاشرتی انقلاب نے کلاسیکی روایت کو جدید خطوط پر استوار کیا تو اقبالؔ نے آفاقی رومانویت سے غزل کا دامن پر شکوہ کیا۔ فلسفیانہ روایت نے جڑ پکڑی تو حسرتؔ اور جگرؔ نے اسے سچی اور کھری محبت کا رنگ عطا کیا۔ بیسویں صدی میں معاشی مسائل نے معاشرے پر اپنے اثرات مرتب کیے تو فراقؔ اور فیضؔ نے اسے انقلابی رومانویت دی۔ جوشؔ نے بلند آہنگ دیا تو ناصرؔ نے میرانہ روایت کی تجدید کی۔ اس طرح غزل روایت سے جدید غزل میں ڈھلی۔ شکیبؔ اور ثروتؔ نے جدت کو عام کیا تو فرازؔ اور جمالؔ احسانی نے اسے نبھایا۔ ظفرؔ اقبال نے جدید غزل کا اسلوب منوایا تو محسنؔ اور ساغرؔ نے وارفتگی عطا کی۔ عدمؔ کی بیساختگی کا نشہ غزل کو مخمور کر گیا۔ قتیلؔ نے

غزل کو موسیقیت اور غنائی لہجے سے آشنا کیا۔ سائنسی ترقی نے جدید تر غزل متعارف کروائی تو جونؔ ایلیا، صابرؔ ظفر، احمدؔ مشتاق اور منصورؔ آفاق جیسے ستارے نئی کہکشاں میں جگمگانے لگے۔ غزل کے نسائی جذبات کی روایت کو ادا جعفری، کشور ناہیدؔ، فہمیدہ ریاضؔ، پروینؔ شاکر، شبنم شکیل، فاخرہ بتول اور حمیدہ شاہین جیسی مقبول شاعرات نے عروج تک پہنچایا۔ غزل کے موجودہ دور میں عباس تابشؔ، کبیر اطہرؔ، سلیم کوثرؔ، اعتبار ساجدؔ، جلیل عالیؔ جیسے کئی معتبر نام ہیں۔

موج غزل روایت سے جدید تر روایت کا سفر طے کر رہی ہے۔ ۲۰ اپریل ۲۰۱۶ء سے تخلیقی اور تنقیدی شعور سے مزین بحرِ سخن میں غوطہ زن اسوار موج غزل ایک ادبی کارواں میں ڈھل چکے ہیں۔ موج غزل میں ہفتہ وار آن لائن مشاعرے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ ابتدائی پچاس مشاعرے طرحی مصارع پر منعقد کیے گئے۔ اس کے بعد غیر طرحی مشاعروں کا سلسلہ شروع کیا گیا۔ اب ہر ماہ کا پہلا ہفتہ طرحی رنگ، دوسرا ہفتہ منفرد ردیف رنگ، تیسرا ہفتہ منفرد قافیہ و نظم رنگ اور چوتھا ہفتہ پابند حرفی ردیف رنگ پیش کیا جاتا ہے۔ موج غزل کے مستقل شرکا غیر طرحی غزلوں پر مشتمل کم از کم دو کتب پر مشتمل کلام کہہ چکے ہیں۔ حروفِ تہجی کے اعتبار سے پابند حرفی ردیف رنگ میں کلام کہتے ہوئے بیش تر شعراء صاحب دیوان ہو چکے ہیں۔ خوب صورت تخلیقی فضا میں منفرد رنگ نکھرتا ہوا ادبی منظر پیش کر رہے ہیں۔ اہلِ موجِ غزل کی ہفتہ وار تخلیقات کو خوب صورت انداز میں تزئین و آرائش کے بعد شائع کیا جاتا ہے۔ تمام تخلیقات کو برقی شکل میں شائع کرنا ایک اہم سنگ میل ہے۔ اِن شاء اللہ جلد ہی اہلِ موجِ غزل کی تخلیقات پر مشتمل شعری مجموعے شائع کیے جائیں گے۔ اس خوب صورت گروپ کا منتظم ہونا میرے لیے اعزاز کی بات ہے۔ میں اپنے گروپ کے تمام منتظمین خاص طور پر محترم نوید ظفر کیانی، محترمہ روبینہ شاہین بیگ، قدسیہ ظہور اور نادیہ سحر صاحبہ اور تمام میزبان دوستوں کا شکر گزار ہوں۔ اللہ تعالیٰ یہ ادبی سفر مبارک فرمائے۔ آمین۔

ماجد مہدی خان مجید

بانی منتظم موجِ غزل ادبی فورم

اعجاز کشمیری

نام اعجاز کشمیری، تخلص اعجاز، پی ایچ ڈی میں زیرِ تعلیم ہیں۔ تا حال کسی پیشے سے منسلک نہیں ہوئے۔ تعلق بھمبر آزاد کشمیر سے ہے تاہم فی الحال چین کے شہر ینگچو میں مقیم ہیں۔ شاعری کی ابتدا دوسری جماعت سے کر دی تھی۔ شاعری میں جن اصناف سخن میں طبع آزمائی کی، اُن میں غزل، نظم، قطعات وغیرہ شامل ہیں۔ سحرِ دوپٹہ کے نام سے ایک تصنیف زیرِ طبع ہے۔ اِن کا نمائندہ شعر ہے ۔

سمجھا ہے قاری شعر دو سطریں ہیں اور کچھ بھی نہیں
لکھنے میں کتنا خُوں جلا ہے اُس کو اِس کی کیا خبَر

ای میل ایڈریس: drijazi@gmail.com

غزل

اپنے گھر ہی میں نقب ہے، یہ بھی کوئی بات ہے
خواہ مخواہ کا پھر غضب ہے، یہ بھی کوئی بات ہے

خاک دشتِ نجد کی چھانی نہ تجھ سے جا سکی
قیس کا بھی پھر لقب ہے، یہ بھی کوئی بات ہے

خیر اُن کا حسن تو ہے بس برائے نام سا
جو ادا ہے سو عجب ہے، یہ بھی کوئی بات ہے

آج اپنی بات پر ٹھہرے نہ کوئی مرد بھی
کچھ عجیب ہی یہ نسب ہے، یہ بھی کوئی بات ہے

جزوِ عصیاں بھی بہت آسودگی میں حل ہوا
تُو سمجھتا ہے طرب ہے، یہ بھی کوئی بات ہے

اقصیٰ حمید

نام اقصیٰ حمید، تخلص اقصیٰ، تعلیم: ایم۔اے، بی۔ایڈ۔ ٹیچنگ کے پیشے سے منسلک ہیں۔ نارنگ منڈی ضلع شیخوپورہ تحصیل مرید کے میں مقیم ہیں۔ شاعری کی ابتدا ۲۰۱۸ء میں ہوئی۔ اصناف سخن میں غزل، نظم، افسانے، مائیکروف، کالم پر طبع آزمائی کر چکی ہیں۔ تصنیف ابھی کوئی شائع نہیں کروائی، بس اخبارات اور میگزینز میں پبلش ہوتی رہتی ہیں۔ آنے والی تصانیف ع۔ش۔ق، میرا عشق ہے جو اِن شاء اللہ جلد شائع ہو رہی ہے۔ اِن کا نمائندہ شعر ہے ۔

نہیں ہے حوصلہ کہ عزتیں پامال کرلوں میں
نہیں ہے مجھ میں ہمت کہ بچھڑ کے اُس سے جی لوں میں

ای میل ایڈریس: aqsahameed18@gmil.com

غزل

نہیں ہے یہ اداسی بے سبب اقصیٰ
کسی نے مات دی ہے کچھ غضب اقصیٰ

ہمارے دل میں پہلے آس زندہ تھی
نہیں ہے اب کسی کی بھی طلب اقصیٰ

یوں پہلے پہروں اُس کا ساتھ ہوتا تھا
مگر اب تنہا تنہا سی ہے شب اقصیٰ

تو یونہی ہر کسی سے پیار کرتی ہے
یہاں پر لوگ ہیں مطلب کے سب اقصیٰ

کوئی اُمید اِن سے نہ لگا لینا
بدل لیتے ہیں مذہب بھی یہ اب اقصیٰ

گزاریں زیست لوگوں کی معیت میں
تو ہو پاتی ہے کچھ پہچان تب اقصیٰ

جنہیں ہم لوگ اپنا مان لیتے ہیں
وہ ہو پاتے ہیں خود اپنے بھی کب اقصیٰ

یہاں کچھ چہرے حل ہو جاتے ہیں دل میں
مگر کچھ لوگ ہیں بس زیرِ لب اقصیٰ

یہاں کوئی کسی کا ہو نہیں پاتا
جو تیرا ہے تو بس ہے ایک رب اقصیٰ

جیا قریشی

نام حمیدہ پروین، تخلص جیاؔ قریشی، تعلیم اِن کی بی ایس سی۔ بی ایڈ ہے۔ شعبۂ تعلیم سے وابستہ ہیں۔ اسلام آباد میں رہائش پذیر ہیں۔ شاعری لگ بھگ عرصۂ دس سال سے کر رہی ہیں لیکن ابھی تک اِن کی کوئی کتاب منظرِ عام پر نہیں آئی تاہم شاعری کا مواد اس قدر ہو گیا ہے کہ کئی کتابیں بن سکتی ہیں۔ اِن کا نمائندہ شعر ہے ؎

کردار زمانے پہ جیاؔ راج کرے گا
عورت ہوں مگر مرد پہ سرداری کروں گی

ای میل: jiya.qureshi202@gmail.com

غزل

ہچکی میں کوئی جان بہ لب بات کر گیا
گزرا جو زندگی سے وہ سب بات کر گیا

پیڑوں سے پھوٹتی ہیں ہواؤں کی سسکیاں
پنچھی ہرے شجر سے عجب بات کر گیا

سب اہلِ شہر جس کے اٹھاتے رہے تھے ناز
دل خون ہو گیا ہے وہ جب بات کر گیا

مقتل میں کون سر کو کٹاتا ہے یوں بھلا
دیوانہ تھا جنوں میں عجب بات کر گیا

دل کا نگر اجاڑنے والا جو شخص تھا
کیوں مسکرا کے ہجر کی شب بات کر گیا

پیدا مرے لہو میں حرارت سی ہو گئی
وہ اعتبارِ عشق میں سب بات کر گیا

حالات کا ستم تھا کہ لہجہ بدل گیا
وہ سب کہانیوں میں کڈھب بات کر گیا

اطوار میرے دوست کے کیا ٹھہرے عشق میں
شاید جیاؔ وہ میرے سبب بات کر گیا

خاورؔ چشتی

نام خاور مشتاق چشتی، تخلص خاورؔ چشتی، تعلیم ماسٹرز ہے۔ تعلق بہاولپور سے ہے اور وہیں کی سکونت اختیار کئے ہوئے ہیں۔ بینکاری کے شعبے سے وابستہ رہے ہیں اور اِن دِنوں ریٹائرمنٹ کی زندگی گزار رہے ہیں۔ شاعری کی ابتداء یونیورسٹی کے دور میں کی تھی جو تاحال پورے شدومد سے جاری ہے۔ موجِ غزل کے مشاعروں میں باقاعدگی سے شریک ہو رہے ہیں اور اپنا خوبصورت کلام پیش کر رہے ہیں۔ اِن کے کلام میں شوخی اور رومانیت کا حسین تال میل دکھائی دیتا ہے جس سے اِن کی غزل کی روائتی اقدار سے وابستگی کا واضح اظہار دکھائی دیتا ہے۔

غزل

میں نہ تب ترا
نہ ہی اب ترا

مجھے مار دے
نہ یہ ڈھب ترا

ہوا منکشف
سبب کب ترا

کروں پیار کیوں
کیا منصب ترا

ادب کرتا ہوں
میں اغلب ترا

سمجھ نہ سکا
میں مطلب ترا

نہیں مانا ہے
کہا کب ترا

سبھی باخبر
وہی رب ترا

ڈاکٹر قمر عالم قمر

نام محمد قمرِ عالم، تخلص قمر، ابتدائی تعلیم بہار انٹرمیڈیٹ کونسل پٹنہ، فوقانیہ مدرسہ بورڈ پٹنہ سے حاصل کی۔ بعدازاں ایم۔ بی۔ ای۔ ایچ کی پیشہ وارانہ ڈگری کولکاتہ سے حاصل کی۔ پیشہ ہومیو پیتھی کلینک پریکٹس ہے۔ رہائش محلہ شیخپورہ، سوپول، بیرول، دربھنگہ (انڈیا) میں ہے، شاعری کی ابتدا ۱۹۹۲ء سے کی۔ اصناف سخن میں غزل اِن کا خصوصی میدان ہے۔ اب تک کوئی کتاب شائع نہیں ہوئی تاہم غزلوں کا ایک مجموعہ صدائے قمر کے نام سے زیرِ ترتیب ہے۔ اِن کا نمائندہ شعر ہے۔

عقل کی اپنی دلیلیں دل کا ہے اپنا مزاج
بس ہمیں یہ جاننا ہے اِن میں بہتر کون ہے

ای میل اڈریس: md.quamre2016alam@gmail.com

غزل

زندگی جینے کا ہے اب تو سبب کچھ بھی نہیں
بس سوائے تیرے مجھ کو تو طلب کچھ بھی نہیں

موت تو برحق ہے سن لو زندگی کے واسطے
یہ علاجِ دل و دنیا اور مطب کچھ بھی نہیں

مسکراہٹ میں ہماری ، غم ترے تحلیل ہیں
بِن تمہارے یہ مسرت اور طرب کچھ بھی نہیں

سامنے میں طور ہے نورِ مجسم بھی ترا
میرے آگے میں ہے کعبہ اور عقب کچھ بھی نہیں

روز چُبھتا ہے تری یادوں کا خنجر قلب میں
چیختا ہے دل مگر اس میں شغب کچھ بھی نہیں

توڑ دیتا ہے یہ شیشہ بھی کبھی پتھر کا دل
کِرچیاں دل میں لگی ہوں تو عجب کچھ بھی نہیں

شاعرانِ قلب میں ہے نام اس کا ہے قمر
میں نے مانا پاس اس کے ہے لقب کچھ بھی نہیں

غزل

ہو گئی رات سو گئے ہیں سب
اے مری نیند! تُو کہاں ہے اب

حق بیانی کہاں زمانے میں
چشمِ خاموش اور سِلے ہیں لب

وہ تو تقسیم ہو نہیں سکتا
جو ترا ہے وہی ہے میرا رب

قہقہہ چاند نے لگایا ہے
لے کے تنہائیاں جو آئی شب

حسن معصوم ہے مگر یارو!
عشق کا تو ہے معاملہ یہ عجب

گُل کے رخ کو قمر مسخ کردیں
کتنی مغرور ہے تمہاری چھب

راحیلہ بیگ چغتائی

نام راحیلہ بیگ چغتائی، تخلص دوست، تعلیم ایم اے انگلش لٹریچر ایم اے پولیٹیکل سائنس پوسٹ گریجویٹ ڈپلومہ ان لنگوسٹک۔ پیشہ ور کالم نویس ہیں تاہم ابھی ایم فل انگلش لٹریچر کی طالبہ ہیں۔ رہائش مدینہ منورہ سعودی عریبیہ میں ہے۔ پشتینی طور پر چکوال سے تعلق رکھتی ہیں۔ شاعری کی ابتدا ساتویں جماعت سے کی جس کا سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ اصناف سخن میں نثری نظم، نظم، غزل وغیرہ میں طبع آزمائی کرنا پسند کرتی ہیں۔ ابھی کوئی کتاب شائع نہیں ہوئی۔ اِن کا نمائندہ شعر ہے۔

محسوس گر کریں گے تو گزرے گی کیسے دوست
سو ہم نے زندگی کو بھلا کر بسر کیا

ای میل Cactus_cactus21@yahoo.com

ہجر کی شب

کل رات بہت ہی بھاری تھی
سردیوں کی بارش ویسے بھی زیادہ اداس کرتی ہے
کھڑکی کے کواڑوں کی پردے سے لڑائی تھی
میز پر پھڑ پھڑاتے کاغذ کافی کا مگ اور میں
تینوں ہی موسم کے ہاتھوں مجبور اور محصور تھے
پہلی ہجر کی رات نہیں
تجھ سے برسوں کی یہ جدائی ہے
پہلے بھی بارہا میں نے تیری یادوں میں رات کاٹی ہے
میں نے پہلے بھی اپنی کافی میں تیرے ہجر کو ملایا ہے
میرے تکیے کے سارے کونے تیرے لمس کو ترستے ہیں
بارہا بے بسی سے تجھے میں نے چھونے کی آرزو کی ہے
تیری قمیض کا ٹوٹا ہوا بٹن ابھی بھی دراز میں پڑا ہے
کشمیری چائے بنانی بھی سیکھ لی ہے
تیرے نام پر لگا گلاب کا پودا ساری رات بارش میں بھیگتا رہا

اسے بھی تو اس ہجر زدہ لڑکی نے پالا ہے
جو ہجر کے سارے تقاضے متانت سے نبھا رہی ہے
مگر کل شب کی بارش نے بڑا ہی ظلم کر ڈالا
کہ تیری یاد آئی تھی اور ایسی یاد آئی تھی
کہ جیسے بیچ سمندر کے کوئی ساحل کو تکتا ہے
کہ جیسے گرم صحرا میں ذرا سا مینہ برستا ہے
کہ جیسے ہجر کا خنجر میرے سینے میں دھنستا ہے
میری اب بس ہوئی جاناں
تجھے اب لوٹنا ہوگا
ہجر بدذات ہے جانم یہ مجھ کو مار ڈالے گا
تجھے اب لوٹنا ہوگا
میری آنکھوں کے رستے سے
میرے دل میں یقیں بن کر
تجھے اب لوٹنا ہوگا

روبینہ شاہین بیناؔ

نام روبینہ شاہین تخلص بیناؔ تعلیم ایم۔اے معاشیات، بی ایڈ، پی جی ڈی (کمپیوٹر سائنس) ہے۔ معلمہ کے پیشے سے منسلک رہی ہیں لیکن شادی کے بعد محض خاتونِ خانہ بن کر رہ گئی ہیں۔ پشتینی تعلق اسلام پورہ جبر، گوجر خان سے ہے تاہم اسلام آباد میں مقیم ہیں۔ شاعری کا باقاعدہ آغاز شادی کے بعد کیا جو ہنوز جاری ہے۔ شاعری میں اِنہوں نے زیادہ تر غزل میں طبع آزمائی کی ہے۔ طنز و مزاح پر مبنی شاعری اِن کا مرغوب مشغلہ ہے۔ ابھی تک کوئی کتاب شائع نہیں ہوئی تاہم جلد ایک عدد برقی کتاب لگائی بجھائی کے نام سے آنے والی ہے۔ اِن کا نمائندہ شعر ہے ؎

تجھے لگ رہا ہے کہ میں کج ادا ہوں
مجھے لگ رہا ہے کہ تو ہے مثلث

ای میل rubsha73@yahoo.com

غزل

بات سنتا ہے وہ مری تب ہی
جب وہ ہوتی ہے اس کے مطلب کی

آج پھر آگیا خیالِ بجٹ
نیند آئی نہیں ہے امشب بھی

جب بھی ان باکس میں ٹپکتا ہے
اس کا بُوتھا یہ کہتا ہے رب می rub me

کرتی رہتی ہوں میں ذخیرۂ اشک
آنکھ میری بھی ہے کسی ٹب سی

جھوٹ سچ جو بھی کہنا ہے، کہہ دے
یوں نہ بادِ خلاف پر لب سی

کیسے رکھیں اُمید خدمت خلق
چاہ ان کو ہے صرف منصب کی

سارے اپنا ہی رونا روتے تھے
پر حکومت خود اپنی بھی کب تھی

ہائے ظالم ہے کتنا الیف بی آر
کھینچ کر کھال کہتا ہے، اب جی!

اس نے ادھ راہوں ٹوک دتا اے
گل وی دسی گئی نہ کوکب نی

بے وفا ہی سہی مگر بینا
وہ پلائے گا مجھ کو اغلب ٹی(tea)

رمضان حیدر فردوسی

نام محمد رمضان حیدر قادری فردوسی، تخلص حیدر، تعلیم جامعہ نعیمیہ مرادآباد یوپی سے عالم فاضل۔ پیشہ درس وتدریس دعوت وتبلیغ ہے۔ان کی تصنیفات میں تحفہ نعیمیہ، شمشیر عتاب، مخدوم جہاں اولیاء اللہ کی نظر میں، امام حسین اور یزیدی افکار، خطبات حیدری اور مدارس اسلامیہ اور مظلوم طلبہ شامل ہیں۔زیرِ ترتیب کتب میں ارشادات مخدوم جہاں، طہارت وضو اور نماز، اصناف سخن میں نعت وغزل شامل ہیں۔ان کا نمائندہ شعر ہے۔

فکر محشر کی چھوڑ دے حیدؔر
وہ تو جنت دِکھا کے بیٹھے ہیں

رہائشی پتہ : خانقاہ فردوسیہ، جونکا شریف، وایا تین پہاڑ، ضلع صاحب گنج،
پن کوڈ 164161
فون نمبر 9934784168

غزل

میں تو سنتا نہیں یہاں سب کی
ہے الگ بات جو ہو مطلب کی

کیسے گزرے ہیں دن نہ پوچھو تم
رو پڑوگے اگر سنو شب کی

بیچ کر دین چند سکّو میں
بات کرنے لگے ہو مذہب کی

میں بھی سنتا اسے سمجھتا بھی
بات کوئی تو ہو ذرا ڈھب کی

سب کا محبوب بن کے رہنا ہے
چاپلوسی کیا کرو سب کی

لطف ملتا ہے بات ہو ان کے
سر کی رخسار کی یا پھر لب کی

سچ ہے واللہ نا اہل ہے وہ
پھر بھی خواہش ہے اس کو منصب کی

حمدِ رب اور نعت لکھ حیدرؔ
سنتے کیوں ہو کسی بھی مطرب کی

دلشاد نسیم

نام دلشاد نسیم، تخلص دلشاد، تعلیم ایم اے فلسفہ، پیشہ سکرپٹ رائیٹر۔ لاہور میں مقیم ہیں۔ ہم جہت شخصیت کی مالک ہیں۔ اب تک بے شمار کتابیں شائع ہو چکی ہیں جن میں نظموں کا مجموعہ محبت ایک استعارہ ہے، غزلوں کا مجموعہ زیرِ لب ابد کا کنارا، متاعِ جاں ناول ہیں جبکہ ایک اور ناول تعویذ اشاعت کے مرحلے میں ہے۔ افسانوں کا ایک مجموعہ اسیرِ ذات کے نام سے زیرِ ترتیب ہے۔ جب سے ہوش سنبھالا ہے، کچھ نہ کچھ لکھتی رہتی ہیں۔ ان کا نمائندہ شعر ہے۔

ہم کہاں ایسے مرنے والے ہیں
اپنے لہجے کی مار مار ہمیں

اصنافِ سخن میں افسانہ، ناول، ڈرامہ، کالم، نظم، غزل وغیرہ شامل ہیں۔ اردو اور پنجابی دونوں ابلاغ کی زبانیں ہیں۔

ای میل۔۔ dil_nasim@hotmail.com

غزل

کوئی اچھا سا رکھ لقب میرا
ہاں مگر دیکھ کر نسب میرا

خانوادہ مرا محبت ہے
اب تو واجب ہے کچھ ادب میرا

اپنے طالب کو تو نظر بھر دیکھ
دیکھ تو کاسۂ طلب میرا

میں نے گوندھی نہیں ہے چٹیا بھی
تیرے بن حال ہے عجب میرا

گھر اُداسی نے کر لیا مجھ میں
دل بھی روتا ہے بے سبب میرا

روؤں گی آنکھیں لال کرلوں گی
جانتے ہو ناں تم غضب میرا

ذہینہ صدیقی

نام ذہینہ صدیقی، تخلص ذہینہ، تعلق بھوپال، مدھیہ پردیش سے ہے تاہم رہائش پذیر نیو دہلی، بھارت میں ہیں۔ تعلیم مہارانی لکشمی بائی کالج سے تعلیم حاصل کی۔ تین مضامین میں ایم اے کر رکھا ہے جن میں اردو، انگریزی اور تعلیم شامل ہیں۔ تعلیم وتدریس سے وابستہ ہیں، انگریزی زبان کی معلمہ ہیں۔ علاوہ ازیں آل انڈیا ریڈیو میں اناؤنسر کے فرائض بھی سر انجام دے رہی ہیں۔ ان کا نمائندہ شعر ہے۔

میری نگاہ بھی مجھ پر کبھی نہیں اُٹھی
مرا وجود ہی کیا ہے، برائے نام ہوں میں

غزل

وصل بیشک طلب کیا تُم نے
وعدۂ وصل کب کیا تُم نے

اجنبی کو گلے لگا بیٹھے
کام یہ بھی غضب کیا تُم نے

اس کی فطرت عجیب تھی لیکن
قتل کیوں بے سبب کیا تُم نے

اس کا کردار تھا اگر مشکوک
اُس کو کیوں مُنتخب کیا تُم نے

وہی محفل میں بے ادب نکلا
روز جس کا ادب کیا تُم نے

وقت ہی جب گزر گیا میرا
مُجھ پہ احسان تب کیا تُم نے

تُم ذہینہؔ سے دل لگا بیٹھے
یہ کرشمہ عجب کیا تُم نے

زین العابدین
شاہ قادری عابد

نام زین العابدین، تخلص عابد، تعلیم میٹرک اور اسس کے ساتھ ساتھ ڈپلومہ حفظ مولوی عالم فاضل۔ ضلع لاتور مہاراشٹر بھارت سے تعلق رکھتے ہیں اور وہیں سکونت اختیار کئے ہوئے ہیں۔ اصنافِ سخن میں نعت، منقبت قصیدہ، غزل، رباعی وغیرہ پر طبع آزمائی کرنا پسند کرتے ہیں۔ شاعری کی ابتدا ۲۰۱۲ء سے کی۔ ابھی تک اِن کی کوئی کتاب شائع نہیں ہوئی۔ اِن کا نمائندہ شعر ہے ۔

خدا بھی اُن کو کبھی راست پہ نہیں لاتا
جو دل سے کرتے نہیں اپنے راہبر کا لحاظ

ای میل zainulabedeendadri@gmail.com

غزل

جو کل نہیں تھی وہ اب ہے جاناں
تمہاری مجھ کو طلب ہے جاناں

ادا تمہاری جو چھب ہے جاناں
قسم سے کامل مطب ہے جاناں

غزال آنکھیں کمال ابرو
تمہارا نقشہ غضب ہے جاناں

اگرچہ خواہش عروج پر ہے
مگر نظر میں ادب ہے جاناں

ہوا ہوں غرقِ محبت ایسے
دوانہ میرا لقب ہے جاناں

پسند چاہت تمہاری ہے جو
نظر میں میری وہ سب ہے جاناں

وصال اپنا کراؤ مجھ کو
وظیفہ یہ جاں بہ لب ہے جاناں

تمہاری الفت میں موت آئے
بتاؤ یہ فضل کب ہے جاناں

ہٹا دو رخ سے نقاب اپنے
طبیعت اب کہ عجب ہے جاناں

نگاہ جس پہ بھی ڈالی تم نے
وہ بے سبب ، با سبب ہے جاناں

ملا ہے جب سے یہ قلب تم سے
ابھی تلک با طرب ہے جاناں

تڑپ کے کہتی ہے جان تم سے
وصال کی آؤ شب ہے جاناں

رقیبِ عابدؔ بنی ہے دنیا
بلاوا بتلاؤ کب ہے جاناں

شفیق رائے پوری

نام اے شفیق، تخلص شفیق رائے پوری، تعلیم : گریجویٹ (بی اے اردو و فارسی مضامین کے ساتھ)۔ سرکاری ملازمت سے سبکدوش (وظیفہ یافتہ) ہیں۔ رہائشی شہر جگدل پور ضلع بستر چھتیس گڑھ، انڈیا ہے۔ شاعری کی ابتدا 1975 سے ہوئی جو تا حال جاری وساری ہے۔ اصناف سخن میں غزل اور نعت ومنقبت میں طبع آزمائی مرغوب ہے۔ غزلوں کا ایک مجموعہ صراطِ کرب کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ ایک نعت ومناقب کا مجموعہ زیرِ اشاعت ہے جو جلد منظرِ عام پر آجائے گا۔ اِن کا نمائندہ شعر ہے ؎

دکھا کے لوگوں کو آئینہ کیا ملا مجھ کو
تمام شہر کو اپنے خلاف میں نے کیا

ای میل shafiqueraipuri.5654@gmail.com

غزل

سورج کا ہم سفر ہے کرو روز و شب کی بات
مزدور سے فضول ہے عیش و طرب کی بات

ہندی کی بات ہو کہ ہو اردو ادب کی بات
ہم شوق سے کریں گے اگر ہوگی ڈھب کی بات

اردو غزل کہاں سے کہاں تک پہنچ گئی
ہم ہیں کہ لے کے بیٹھے ہیں رخسار و لب کی بات

لے کر ہمیشہ مشورہ عقلِ سلیم سے
کرتا ہوں اپنے من کی میں سنتا ہوں سب کی بات

اعمال کو بنایئے موضوعِ گفتگو
یہ کیا کہ لے کے بیٹھے ہیں نام و نسب کی بات

رزاق ہے رحیم بھی ہے مانتا تو ہے
پھر مانتا نہیں ہے کیوں انسان رب کی بات

مجھ سے کھنچا کھنچا ہوا رہتا ہے وہ شفیقؔ
بیٹھا ہے دل میں لے کے نہ جانے وہ کب کی بات

شوکت شفا

نام شوکت حسین تیلی، تخلص شفا، تعلیم ایم بی بی ایس، ایم ڈی، ڈی ایم۔اسسٹنٹ پروفیسر پیڈیاٹرکس کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ تعلق شیر پورہ، کولگام، جموں وکشمیر، بھارت سے ہے اور وہیں رہائش پذیر ہیں۔شاعری کی ابتدا زندگی کے انتہائی ابتدائی دور یعنی ہوش سنبھالتے ہی ہوگئی تھی۔اصناف سخن میں غزل اور نظم پر قلم اُٹھا چکے ہیں۔فی الحال کوئی کتاب منظرِ عام پر نہیں آئی تاہم ایک کشمیری زبان میں کتاب کا نوالے زیرِ تصنیف ہے۔ان کا نمائندہ شعر ہے۔

یہ زندگی ہی درد ہے اس کے سوا ہے کیا
زندہ نہ ہوں گے پھر کبھی ایسی دوا ہے کیا
ہوتا نہیں وہ اصل میں جو عکس میں دِکھے
گر نور ہے خدا تو یہ نورِ خدا ہے کیا

ای میل drshowkatshifa@gmail.com

غزل

کرتا تھا میں بھی ان سے محبت پر اب نہیں
میں مر گیا ہوں عشق میں شاید، عجب نہیں

دیکھا نظر چرا کے بھی اس نے تو ہے بہت
ملتا ہے تھوڑا تھوڑا محبت میں سب نہیں

ہاتھوں کو تیرے چومنے نکلا ہوں لاکھ بار
رک رک! نہیں نہیں ابھی، بولا ہے کب نہیں

مانگی دعا ہے لیک گریباں ہوا نہ چاک
مفلس ہوں میں نے مانا مگر بے ادب نہیں

گر بن نہ پائی بات مری آج، کل تو ہے
آنا ہے کل کا اے شفاؔ کچھ بے سبب نہیں

شہناز رضوی

نام شہناز رضوی، تخلص شہناز، تعلیم گریجوئیشن، پی آئی اے میں آفیسر ہیں۔ رہائشی شہر کراچی ہے۔ شاعری کی شروعات انتہائی بچپن یعنی محض چودہ سال کی عمر میں ہوئی۔ اصناف سخن میں حمد، نعت، منقبت، سلام، مرثیہ، نوحہ، غزل، نظم غرض یہ کہ ہر صنفِ سخن پر خامہ فرسائی کی۔ ایک شعری مجموعہ متاعِ زیست کے نام سے موجود ہے۔ ایک اور مجموعہ زیرِ ترتیب ہے۔ موجِ غزل کی انتہائی سرگرم رکن ہیں اور روزِ اوّل سے اس کے ساتھ ہیں۔ اِن کا نمائندہ شعر ہے۔

صرف ممتا کا جوش تھا ورنہ
آبِ زم زم رواں نہیں ہوتا

غزل

مجھے احساسِ ملحوظِ ادب ہے
وگرنہ مجھ کو اُس سے خوف کب ہے

ترا بھی مرتبہ کچھ کم نہیں پر
میرا بھی کچھ نہ کچھ نام و نسب ہے

مُیسر ہوں گی اُس کو راحتیں پھر
رہے گا شاد وہ ، جو با ادب ہے

سمجھ جاؤ گے خود بہ خود کسی دن
وہ جو ترکِ تعلق کا سبب ہے

یہی تو میں بتانا چاہتی ہوں
اُنہیں مُجھ سے شکایت بے سبب ہے

نِرالے ہیں سبھی انداز دیکھو
چلن اُن کا قیامت ہے ,غضب ہے

وہی شہناز جیتیں گے یقیناً
مُیسر جن کو سامانِ حرب ہے

شاہین فصیح ربّانی

نام شعیب ربانی، تخلص شاہین فصیح ربّانی / فصیح، کراچی یونیورسٹی سے ایم اے اردو کر رکھا ہے۔ ملازمت کے پیشے سے منسلک ہیں۔ رہائشی شہر دینہ، جہلم (پاکستان) ہے۔ شاعری کی ابتدا ۱۹۸۲ء میں ہوئی۔ اصناف سخن میں غزل، آزاد نظم، ماہیا، ہائیکو، دوہا، رباعی، قطعہ غرضیکہ ہر صنفِ ابلاغ پر طبع آزمائی کی اور خوب کی۔ دو کتابیں منظرِ عام پر آ چکی ہیں، کوئی خواب ہمارا ہو (اردو پنجابی ماہیے) ۲۰۰۲ء اور اگلے پل کی طرف (غزلیات) ۲۰۰۶ء۔ اِن کا نمائندہ شعر ہے۔

آپ مغرور کیوں سمجھتے ہیں
مجھے کم بولنے کی عادت ہے

ای میل sfaseehrabbani@yahoo.com

غزل

ایک رائے نہ ہو اگر سب کی
ڈوب جاتی یہ ناؤ تو کب کی

مجھ کو سننا انہیں گوارا نہیں
بات کرتے ہیں اپنے مطلب کی

جب دیئے نے غمِ فراق دیا
کوئی ساعت تھی آخرِ شب کی

میں ہوں حق پر، مجھے یقین ہوا
اس نے میری مخالفت جب کی

طعنے دیتی ہے جنگ کے دنیا
اس نے لیکن مفاہمت کب کی

خود کو جگنو سمجھنے والے میں
خصلتیں ہیں تمام عقرب کی

شکوہ سنجی فصیح ٹھیک نہیں
یاد کر مہربانیاں رب کی

شائستہ مفتی

نام شائستہ مفتی فرخ، تخلص شائستہ مفتی، کراچی (پاکستان) سے تعلق رکھتی ہیں اور وہیں مقیم ہیں۔ درس و تدریس سے وابستہ رہی ہیں۔ شاعری کی دو کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ محبتوں کے شہر میں اور ہوا کے ہاتھ۔ نظم اور غزل دونوں کی شاعرہ ہیں اور کمال کہتی ہیں۔ رسائل میں تسلسل سے شائع ہوتی رہتی ہیں۔ اِن کا نمائندہ شعر ہے۔

عمر رواں نہ چھیڑ بہت ہم اداس ہیں
کوئی جسے سمجھ نہ سکا، وہ قیاس ہیں

ہجر کی شب

رات بے چین ہواؤں میں گھری جاتی ہے
غیر محسوس سے لفظوں میں کہانی دل کی
سنی جاتی ہے، فضاؤں سے کہی جاتی ہے
روز و شب معنی و مفہوم سے بالا ہو کر
آس اُمید کے جنگل میں اُتر آتے ہیں
روز سورج چلا آتا ہے اِسی محور پر
ریگ زاروں میں ترے خواب بچھے جاتے ہیں
ایسا لگتا ہے کہ گردش میں ہیں یہ کون و مکاں
کس کو کھویا ہے کہاں ڈوب گیا ہے تارا

کتنی بے چین ہے یہ مست ہوا تیرے بغیر
کتنی مبہم نظر آتی ہے فضا تیرے بغیر
کوئی تو ہے جو شبِ ہجر کا آنچل اوڑھے
یوں سرِ بام نکل آیا ہے مہتاب لیے
رات آئی ہے کئی راز چھپانے کے لیے
دوش پر دیپ محبت کے جلانے کے لیے
رات بے چین ہواؤں میں گھری جاتی ہے

عبدالغنی ماہر

نام عابد عبدالغنی، تخلص ماہر، تعلیم ایل ایل ایم، وکالت کے پیشے سے وابستہ ہیں۔ حیدرآباد دکن، ورنگل، انڈیا میں سکونت اختیار کئے ہوئے ہیں۔ شاعری کی ابتداء ۲۰۱۱ میں ہوئی۔ اصناف سخن میں فی الحال غزلیات پر ہی توجہ ہے۔ تاحال کوئی کتاب شائع نہیں ہوئی تاہم مستقبل قریب میں غزلوں کا مجموعہ منظرِ عام پر لانے کا ارادہ ہے۔ اِن کا نمائندہ شعر ہے۔

انقلابی دور میں بھی ہم اٹھاتے ہیں قلم
کام لیتے ہم نہیں جذبات میں شمشیر سے
جسم کو تو قید کر سکتے ہو لیکن یاد ہو
تم خیالوں کو جکڑ سکتے نہیں زنجیر سے

ای میل ایڈریس: ghaniabdula@gmail.com

غزل

ترا جمال ترا حسن بھی عجب کا ہے
گلوں میں رنگ بھرا جو وہ تیرے لب کا ہے

اندھیری رات ہے اور وقت آدھی شب کا ہے
دکھا تو جلوہ یہ عاشق کھڑا بھی کب کا ہے

نہیں بنا تھا رکاوٹ کسی کی راہوں میں
ہوا جو ظلم و ستم مجھ پہ بے سبب کا ہے

غلام و آقا وہ فرہاد یا وہ مجنوں ہو
جہانِ عشق پہ دعوا یہاں تو سب کا ہے

زباں سے داد نہیں اور بند ہیں آنکھیں
مرے کلام کو سننا ترا غضب کا ہے

تری گلی میں ہمیشہ بہار رہتی ہے
مرے مکاں میں تو موسم خزاں غضب کا ہے

اٹھا قلم کو ذرا لکھ تو حال اردو کا
معاملہ یہ زباں کا ترے ادب کا ہے

ہوا ہے تو جو سخن کے بھی قابل اے ماہرؔ
ترا کمال نہیں ہے یہ فضل رب کا ہے

علیم اسرار

نام شیخ علیم، تخلص اسرار، تعلیم ایم۔اے، بی ایڈ ہے۔ درس و تدریس کے پیشے سے وابستہ ہیں۔ صوبہ مہاراشٹر (انڈیا) کے شہر ناندیڑ سے تعلق ہے اور وہیں رہائش پذیر ہیں۔ لکھنے کا شوق بچپن سے رہا افسانے کہانیاں مضامین ڈرامے لکھے کچھ نہ کچھ لکھنا عادت میں شامل تھا بہت کچھ لکھا، پھر ۲۰۱۵ء سے باضابطہ شاعری کا آغاز ہوا۔ اصناف سخن میں حمد، نعت، نظم، غزل سب پر خامہ فرسائی کی۔ مجموعۂ کلام بعنوان ''بازیچۂ سخن'' لانے کا ارداہ ہے۔ اِن کا نمائندہ شعر ہے ؎

حسرت کو دل کی باندھنا آساں نہیں مگر
لفظوں میں کھینچ خواب کا منظر اتار دے

ای میل ایڈریس: alimned@gmail.com

غزل

تم عجب نہیں کرتے
یوں تو سب نہیں کرتے

ہم گلہ ہو یا شکوہ
زیر لب نہیں کرتے

بولتے وہ ہم سے ہیں
بات کب نہیں کرتے

آرزو جب ختم ہو
آس تب نہیں کرتے

ہم شکار ظلمت کا
بے سبب نہیں کرتے

اجنبی کی غلطی پر
یوں غضب نہیں کرتے

کیوں اجالے تم آ کر
ایک شب نہیں کرتے

سب کا ذکر کرتے ہو
یاد رب نہیں کرتے

گوہر رحمٰن گہر مردانوی

نام گوہر رحمٰن، تخلص گہر، مردان خیبر پختونخواہ (پاکستان) کے شہر مردان سے تعلق رکھتے ہیں اور وہیں مقیم ہیں۔ تعلیم بی اے مع سرٹیفکیٹ ان جرنلزم ہے۔ پیشہ درس و تدریس ہے۔ بہت اچھے گرافک ڈیزائنر ہیں۔ اصناف سخن میں مرغوب حمد و نعت ہیں جبکہ غزل، نظم، نثر، فکاہیہ، مضامین، انشائیہ، فکاہیہ، افسانہ وغیرہ میں تسلسل سے خامہ فرسائی فرماتے رہتے ہیں۔ خاصے پر گو شاعر ہیں، تقریباً روزانہ کے حساب سے کچھ نہ کچھ لکھتے رہتے ہیں۔ اردو کے علاوہ پشتو زبان کے بھی اچھے شاعر ہیں۔

ای میل Sufi2014.fa@gmail.com

غزل

اگرچہ آ گیا فوری تو مدعا لب تک
نکل سکا ہے لبوں سے نہ حرف بھی اب تک

وہ ڈھا رہا ہے قیامت کئی غریبوں پر
کہ زیردست پہ ہو جوروجبر بھی کب تک

زہے نصیب کہ حرماں نصیب والوں کو
ملا ہے شرف ملاقات آخر شب تک

مجھے یقین ہے نابود ظلم ہو اک دن
پہنچ پائے گی آواز بھی مری رب تک

برائے شوق یہ جوڑے حروف چند گہرؔ
پیام امن تو پہنچے کبھی کوئی سب تک

محمد جسیم الدین نوری

نام محمد جسیم الدین نوری فیضی رضوی، تخلص نوریؔ، ۱۵ر مئی ۱۹۹۰ء کو پیدا ہوئے، بی اے اردو کے علاوہ جامعہ فیض العلوم ٹاٹا جمشید پور بانی ادارہ حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ والرضوان سے حفظ وقرأت کی تعلیم حاصل کی۔ درس وتدریس سے منسلک ہیں۔ پرسوان پوسٹ وتھانہ رمونا، ضلع گڑھوا جھارکھنڈ (انڈیا) میں رہائش پذیر ہیں۔ شاعری کی ابتداء ۲۱ر اگست ۲۰۱۸ء میں کی۔ اصناف سخن میں حمد، نعت اور غزل پسندیدہ ہیں۔ فی الحال کوئی کتاب شائع نہیں ہوئی۔ اِن کا نمائندہ شعر ہے ؎

مجھ کو اب کیا غم ستائے مہرباں ہیں مصطفیٰ
بے قراری میں مری تسکین جاں ہیں مصطفیٰ

ای میل J4jasim786@rediffmail.com

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

لطفِ شاہ دو عالم ہے جب ہو گیا
نعت سرکار پھر ورد لب ہو گیا

کفر اور ظلم سے مل گئی ہے نجات
جلوہ گر جب وہ شاہِ عرب ہو گیا

سوئے جنت چلے لے کے مجھ کو ملک
جب اشارہ محبوب رب ہو گیا

نسبت سرور دو جہاں کے طفیل
پہلے ادنی تھا میں اعلیٰ اب ہو گیا

دل سے آقا پہ نوریؔ ہوا جو فدا
پھر جہاں کا فدا اس پہ سب ہو گیا

محمد خالد خان

نام محمد خالد خان، تخلص: خالدؔ، تعلیم ایم اے اردو، درس و تدریس سے وابستہ ہیں۔ سعید آباد انڈس روڈ، ڈیرہ اسماعیل خان میں رہائش پذیر ہیں۔ شاعری کی ابتدا جنوری ۲۰۱۶ء سے کی۔ اِس قدر مختصر وقت میں بھی اِن کے کلام میں بلا کی پختگی اور گہرائی ہے۔ اصنافِ سخن میں غزل و نظم کو فوقیت دیتے ہیں۔ فی الحال کوئی کتاب شائع نہیں ہوئی تاہم اس ضمن میں مستقبل کے لئے پرامید ہیں۔ اِن کا نمائندہ شعر ہے ؎

لہو سے سینچنا پڑتا ہے دائم کشتِ الفت کو
نہالِ آرزو پر تب وفا کا رنگ چڑھتا ہے

ای میل ایڈریس mkhalidkhank786@gmail.com

غزل

ہمیں تو اپنی حقیقت بھی اب نہیں معلوم
کُجا کہ پوچھے کوئی ہم سے، رب نہیں معلوم

تلامذہ کو بھی استاد کہتے رہتے ہیں
بجز خدا کے کسی کو بھی سب نہیں معلوم

اضافہ علم میں ہو گا سوال کرنے سے
نہیں ہے اس میں عجب کچھ بھی، جب نہیں معلوم

کسی سے بات کرو تم بڑی تمیز کے ساتھ
وگرنہ لوگ کہیں گے، ادب نہیں معلوم

انہی سے مانگتے ہیں جو خود سوالی ہیں
اِن احمقوں کو بھی شاید کہ رب نہیں معلوم

یہ سجدے ٹھہریں گے ننگِ عبودیت اک دن
عبادتوں کا اگر تجھ کو ڈھب نہیں معلوم

ہمیشہ گردشِ دوراں کا سامنا ہے مجھے
کہ دل کو غم کے سوا کچھ طرب نہیں معلوم

دکھائی دیتے ہیں مجھ کو جو جلتے رہتے ہیں
نہیں کچھ ایسا کہ مجھ کو سبب نہیں معلوم

کسی کو کیا ہے غرض مجھ سے کون ہوں؟ کیا ہوں؟
جہان والوں کو نام و نسب نہیں معلوم

کرے گا کون مداوائے عشق ؛ کیا بولوں
کوئی طبیب نہیں اور مَطَب نہیں معلوم

سخنوروں کو جو خالد! حقیر کہتے ہیں
مرے خدا کا انہیں کچھ غضب نہیں معلوم

نوید ظفر کیانی

نام نوید کیانی، تخلص ظفؔر، تعلیم ایم ایس سی (کمپیوٹر سائنس)، پشتینی تعلق کٹیام، گوجر خان سے ہے تاہم رہائش اسلام آباد میں اختیار کئے ہوئے ہیں۔ایک نیم سرکاری ادارے میں ملازمت کررہے ہیں۔شاعری کی ابتدا بچپن سے ہوئی۔ پسندیدہ اصنافِ سخن میں حمد، نعت، غزل، لمرک، ہائیکو، قطعات، انشائیہ، فکاہیہ مضمون، ڈرامہ وغیرہ شامل ہیں۔''ارمغانِ ابتسام'' کے نام سے ایک طنز ومزاح پر مبنی دوماہی برقی مجلّہ بھی جاری کررکھا ہے۔شاعری کی بہت سی برقی کتابیں شائع ہوچکی ہیں، جن میں جہانِ دگر، اور بارش ہو، ڈنکے کی چوٹ، ڈھول کا پول، زبان درازیاں، کھری کھری، دگڑ دگڑ وغیرہ شامل ہیں۔

ای میل nzkiani@gmail.com

غزل

ہمارے سوزِ دروں کی اُسے طلب بھی تو ہو
کسی پہ جان لٹانے کا کچھ سبب بھی تو ہو

اُسے ہے رسمِ زمانہ یہ مستقیم صراط
غرورِ عشق میں کچھ میرا ہم نسب بھی تو ہو

بہت ضروری ہے شب زادوں سے جوابدہی
سحر کے وقت مگر تذکرہء شب بھی تو ہو

نہیں ہے دور جہاں بھر کی شہریت ہم سے
فصیلِ شہر کسی کے لئے عجب بھی تو ہو

یوں ترکِ عشق تو آساں دکھائی دیتا ہے
سمے جو اُس کو بھلانے کا آئے، تب بھی تو ہو

سخن کو سود و زیاں کا رہین کیا کرنا
جو تیرے دل میں ہے وہ ہمکنارِ لب بھی تو ہو

یہ میرا روگ نہیں کوئی خاص پیچیدہ
مرے لئے ترے نینوں کا وا مطب بھی تو ہو

غزل

کیا علاجِ وقت ہو گا روشنی سے اب کوئی
منظروں کو لگ گیا ہے عارضۂ شب کوئی

مکتبِ دنیا میں پڑھ لیتے علومِ مصلحت
سیکھ لیتے زندگی کر لینے کا بھی ڈھب کوئی

جب کبھی درکار ہو یاروں کو تصدیقِ وفا
چپکے چپکے مسکرا دیتا ہے زیرِ لب کوئی

کیا خبر ہر آدمی کیوں بن گیا آتش فشاں
نفرتوں کا درس دیتا تو نہیں مذہب کوئی

اب محبت کو بھی کہہ سکتے نہیں بے لوث ہم
کھینچتا ہے باہمی اطراف کو مطلب کوئی

راستہ کھوٹا کیا کرتی نہیں اک گمرہی
آگہی نے بھی دکھانا ہے ہمیں کرتب کوئی

مجھ کو راہوں میں بچھا سکتا ہے نامِ عشق پر
چھین سکتا ہے یوں میری ذات کا منصب کوئی

کتنی ہی آنکھوں کے پتھر آ کے لگتے ہیں اُسے
آئینہ خانے میں آنے لگتا ہے جب جب کوئی

گھر سے نکلے ہیں اگر اس کے بھروسے پر ظفرؔ
رہروؤں کا بھی وسیلہ کر ہی دے گا رب کوئی

ہاشم علی خان ہمدم

نام ہاشم علی خان، تخلص ہمدم، تاریخ پیدائش ۷/ جولائی ۱۹۷۳ء کو دنیا میں تشریف لائے۔ تعلیم ایم اے (اردو، انگریزی)، ایجوکیشن، (پی ٹی سی، سی ٹی، بی ایڈ) وغیرہ ہیں۔ درس وتدریس (اردو، انگلش، ایجوکیشن، تربیت کار اساتذہ) سے وابستہ ہیں اور مستقل طور پر ایف جی ڈگری کالج واہ کینٹ میں لیکچرار اردو کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ رہائش خودہ تحصیل حسن ابدال ضلع اٹک، پنجاب، پاکستان میں ہے۔ شاعری ۱۹۹۴ء میں کالج دور سے شروع کی۔ اصناف سخن میں حمد، نعت، سلام، منقبت، غزل، نظم، طنز ومزاح پر طبع آزمائی فرما چکے ہیں۔ مختصر شعری مجموعہ ''موج غزل'' شائع ہو چکا ہے۔ حمد، نعت، منقبت، سلام منتخب دیوان اور غزلیات پر مشتمل ڈیڑھ درجن کتب زیرِ اشاعت ہیں۔ نمائندہ شعر ہے ؎

یہ کس نے مجھ پہ محبت کا دم کیا ہوا ہے
کہ اپنے آپ سے ملنا بھی کم کیا ہوا ہے

ای میل ایڈریس itshamdam@mail.com

غزل

بے سبب ذات پہ ، مذہب پہ اتر آتا ہے
کون کردار کے منصب پہ اتر آتا ہے

چند باتوں میں ہی کھل جاتا ہے اخلاص کا رنگ
ہر کوئی اپنے ہی مطلب پہ اتر آتا ہے

ڈستا رہتا ہے مسلسل جو ہمیں ہجر کی شب
قرب کا کرب بھی عقرب پہ اتر آتا ہے

جس کے ہاتھوں میں ہر اک کھیل ہے، جانے کیوں کر؟
کیا ہوا ؟ کیسے ہوا ؟ کب ؟ پہ اتر آتا ہے

کون جانے کہ تجلی کا مآخذ کیا ہے؟
نور در نور جو کوکب پہ اتر آتا ہے

کھلنے لگتی ہے تماشے کی حقیقت جونہی
اک مداری ہے جو کرتب پہ اتر آتا ہے

ایک بدروح کا سایہ ہے وطن پر شاید
کوئی آسیب جو ہم سب پہ اتر آتا ہے

اور ہی رنگ نکھرتا ہے تری شام کے بعد
اور ہی خواب تری شب پہ اتر آتا ہے

ہم جسے حسن تغزل کی ادا کہتے ہیں
شعر در شعر تری چھب پہ اتر آتا ہے

کون احساس پہ دم کرنے لگا ہے ہمدمؔ
میرا ادراک مرے لب پہ اتر آتا ہے

موجِ غزل کے ماہانہ پروگرام

ہر ماہ نئے رنگ

موجِ غزل عالمی مشاعرہ

پہلا ہفتہ	طرحی مشاعرہ (کلاسک، جدید رنگ)
دوسرا ہفتہ	ردیفی مشاعرہ (پابند ردیف رنگ)
تیسرا ہفتہ	طرحی مشاعرہ (موجِ غزل رنگ)
چوتھا ہفتہ	ردیفی مشاعرہ (منفرد ردیف رنگ)

ان شاء اللہ

مکتبۂ ارمغانِ ابتسام